مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ ثانی معہ اہل بیت مسیح موعود بخیر وعافیت ہیں۔

حضور نے ایک مضمون میں جماعت کے کثیر حصہ کے ایک مرکز پر جمع ہو جانے پر اللہ کا شکر ادا کیا ہے۔ اور پھر دعوت الی الخیر کے لئے ایک اپیل کی ہے۔ اور اس کا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے، قادیان کے رہنے والے کیسے خوش قسمت ہیں۔ کہ ہر نیکی تحریک میں انہیں سب سے پہلے حصہ لینے کا موقعہ ملتا ہے۔ تماکو کے متعلق تجویز پر عمل ہو رہا ہے۔ حضور نے بارہ ہزار سالانہ کا اپیل کیا ہے

حضور نے دربارہ شام میں بہت لطیف نکات بیان فرمائے۔ فرمایا۔ حضرت عیسیٰ کے مخالفوں نے چونکہ قیامت تک رہنا تھا اس لئے جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ فرمایا۔ مگر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں نے نیست ونابود ہو جانا تھا۔ ان کا ذکر تک نہ کیا۔ بلکہ خلفاء کیلئے الذین اٰمنوا وعملوا الصلحات کی شرط لگا کر لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم کی بشارت دی۔ سورہ فاتحہ میں مغضوب علیھم اور ضالین نہ بننے کی دعا ہے۔ مگر مشرکوں کا ذکر نہیں کیونکہ وہ سب عرب سے نیست ونابود ہونیوالے تھے۔ پھر فرمایا۔ کہ عیسیٰ کے نام لیواؤں کے ساتھ تو دنیاوی غلبہ حکومت کا ذکر ہے۔ جو ان لوگوں کو بھی حاصل ہے۔ جو اس کے متبع نہیں مثلاً چینی۔ جاپانی۔ مگر اتباع محمد مصطفےٰ کا نتیجہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ بتایا۔ یعنی اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔ اور یہ بات سوا اتباع مصطفوی ہرگز حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔

حضرت خلیفہ اول کے خاندان میں خیر وعافیت ہے۔

تازہ خبریں

قسطنطنیہ ۲۱ - اپریل۔ عزیز علی بے کو معافی دیدیگئی ہے

لنڈن ۲۲ - اپریل۔ مصیبت زدگان بلقان کی امداد کے لئے نظام حیدر آباد نے برٹش انجمن ہلال احمر کو ۳۰ ہزار روپیہ مرحمت فرمایا ہے۔

طہران ۲۰ اپریل۔ اطلاع پہنچی ہے۔ کہ کاؤنٹ لوونہاپ اور جنڈرامہ کے ۱۵ سپاہی عباس نامی ڈاکو کے مال غنیمت کی تلاش کر رہے تھے۔ کہ ہمدان کے قریب ڈاکوؤں نے ان پر حملہ کیا۔ اندیشہ ہے۔ کہ کاؤنٹ موصوف زخمی ہو کر گرفتار ہو گئے ہیں۔ ہمدان مغربی ایران کی عظیم تجارتی منڈی ہے۔

بمبئی ۲۲ - اپریل۔ عثمانی قونصل جنرل نے گورنمنٹ کو اطلاع دی ہے۔ کہ ۱۴ - مارچ ۱۹۱۴ء سے پاسپورٹ کی فیس ۶ روپیہ ہے۔

لنڈن ۲۲ - اپریل۔ ایڈمیرل فلیچر اپنے مراسلہ میں لکھتا ہے۔ کہ ہم نے منگل کے روز اپنے دو جنگی جہازوں میں سے بحری سپاہی اور ملاح اتارے۔ اور چونگی خانہ پر قبضہ کر لیا۔ اہل مکسیکو نے اترنے پر تو کچھ مزاحمت نہ کی۔ قبضہ کرنے کے بعد رائفلوں اور توپخانہ سے آگ برسانی شروع کی جس پر ہمارے ایک جہاز نے بھی گولہ باری شروع کی۔ اور اہل مکسیکو کو اپنے مقامات سے بھگا دیا۔ اب ہم شہر کے اس حصہ پر قابض ہیں۔ جو گھاٹوں کے متصل واقع ہے۔ ہمارے ۴ ہلاک اور ۲۰ زخمی ہوئے ویراکروز میں دو سو مکسیکن ہلاک ہوئے۔

لنڈن ۲۱ - اپریل۔ حضور شہنشاہ معظم اور ملکہ معظمہ آج نہایت دھوم دھام اور شان وشوکت سے وکٹوریہ سٹیشن سے روانہ پیرس ہوئے۔

سرحدی محسود قاتل جس نے ٹانک میں تین انگریز افسروں کو نشانہ بندوق بنایا تھا سول اردلی تھا اور تین سال سے میجر ڈاڈ کے ہاں ملازم تھا۔

پشاور میں بے تار پیام رسانی کا سٹیشن قریباً تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔ رنگون کا سٹیشن تعمیر ہو رہا ہے۔

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پروپرائیٹر کیلئے شائع ہوا۔

شرقی بنگال میں تبلیغ

میں کلکتہ میں تھا۔ کہ برہمن بڑیہ کے معزز احمدی بزرگ حضرت مولانا سید محمد عبدالواحد صاحب نے بہت اصرار کے ساتھ مجھ یہاں بلایا۔ یہ بزرگ اس علاقہ کے ایک مانے ہوئے فاضل اور پیر ہیں۔ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوجانے سے ان کی بہت مخالفت ہوئی۔ پھر بھی مطابق اجازت حضرت خلیفہ اول مولوی حکیم نورالدین صاحب انھوں نے قریباً ساڑھے چار سو آدمی سے بیعت لے کر داخل سلسلہ کیا۔ ان کی دعوت کو رد کرنا مناسب نہ جان کر میں یہاں آیا۔ گرد و نواح میں بہت سے وعظ ہوئے۔ کئی لوگوں کو ہدایت حاصل ہوئی۔ ایک ممتاز لیکچر انگریزی زبان میں ہمارے وکلاء کے بار روم ہوا۔ ہندو مسلمان سب جمع تھے۔ ہال بھر گیا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ میں انگریزی میں ایسا ماہر نہیں ہوں کہ لیکچر دے سکوں۔ مگر لوگوں کے بار بار کہنے سے میں نے اس امر کو قبول کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے زبان میں روانی عطاء ہوئی۔ ضرورت انبیاء۔ پہلے انبیاء کا ذکر۔ حضرت محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت۔ کرشن۔ مسیح۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں اس زمانہ کے امام کے متعلق اور بالآخر

حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت

مسیحیت و مہدویت کا ثبوت پیش کیا گیا میں خود ہی کیا کہوں۔ کہ لیکچر کیسا ہوا۔ وکلاء نے اور ایک مجسٹریٹ نے خاتمہ تقریر پر پبلک کے سامنے اظہار شکریہ کیا۔ اور ایک صاحب نے فرمایا۔ کہ اگر اس طرز پر **نبی احمد** کو پیش کیا گیا تو یہ لوگ بنگالہ کو جلد فتح کرلیں گے اس علاقہ میں تبلیغ کی بہت ضرورت ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ احمدیت کا حال معلوم کریں۔ مجھے یہاں زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہیں۔ بدر کے اجراء کی فکر ہر وقت دامنگیر ہے ورنہ یہاں کام بہت ہوسکتا ہے۔ اور تھوڑے عرصہ میں انشاء اللہ ایک بڑی جماعت احمدیوں کی یہاں پیدا ہوسکتی ہے۔

محمد صادق عفی اللہ عنہ۔

اپنوں سے الگ ہونے کا انجام

دہلی لکھتا ہے کہ:۔ شیخ رحمۃ اللہ صاحب و ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ اسسٹنٹ سرجن صاحبان لاہور جو اپنے اور زمیندار و کامریڈ و الہلال کے محب خاص خواجہ کمال الدین کے مشن کی تائید میں ایک تبلیغ اسلام فنڈ پر قناعت نہ کرکے اپنی جماعت احمدیہ کے حصہ کثیر سے الگ اور بانی طریقہ مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی کے فرزند مرزا بشیر الدین صاحب کی خلافت سے علیحدہ ہو کر پھر ایک اور نیا فنڈ اشاعت اسلام کھولتے ہیں غالباً ایسی بے اعتنائی نہیں برت سکتے۔ کیونکہ وہ زمیندار کی کش ریلیف فنڈ ٹرسٹ کے سرکردہ ممبر ہیں۔ اور انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کی سرکاری رپورٹ سے۔ جو صورت حال ظاہر ہوئی ہے۔ اس کے متعلق جب تک وہ کوئی اطمینان بخش کیفیت دنیا کو نہ بتا سکیں۔ انکے دو تازہ فنڈ شاید ہی فروغ پا سکیں گے۔ ہاں دیکھ کر کہ نئے حالات کی وجہ سے بظاہر حال ان کے جدید فنڈوں کے اب چنداں سرسبز ہونے کی کوئی امید نہیں جو پہلے مل چکا سو مل چکا۔ وہ بھی چپ رہیں۔ تو دوسری بات ہے۔ کیونکہ جہاں تک قرائن سے پایا جاتا ہے۔ معتقدان خلافت بشیری جن کی تعداد اب بہت ہی بھاری ہوگئی ہے۔ ڈاکٹر صاحبان اور انکے رفقاء کے فنڈوں میں شاید ہی ایک حبہ کبھی چندہ دیں۔ ادھر عام مسلمانوں کی آنکھوں سے بھی طلسماتی پٹی کھل گئی ہے۔ انہیں مذہب کی محبت اشاعت اسلام پر روپیہ خرچ کرنے کی تحریک کرے گی۔ تو وہ نظارۃ المعارف قرآنیہ دہلی۔ جماعت علمائے دیوبند۔ انجمن تبلیغ اسلام علیگڈھ کو چھوڑ کر ان معدودے چند افراد کے فنڈوں کی طرف کیوں مائل ہونگے۔ جو سالہا سال سے مسلمانوں کے جنازہ تک میں شامل ہونے اور کسی مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنے سے محترز رہے۔ اور اپنوں سے بھی آخر یہ سلوک کیا **کہ اپنے پیر و مرشد کے بیٹے اور جماعت کے اکثر سرکردہ بڑے بوڑھوں سے اُلجھ پڑے**

الفضل۔ اپنی کمیٹی کو حمایت اسلام سے ملانے کی درخواست کرکے بھی دیکھ لیں۔ شاید وہاں سے بھی یہی جواب ملے۔

علماء کی کانفرنس

مشرقی اور مغربی بنگال اور دیگر صوبہ جات کے مولویوں اور عالموں کی ایک کانفرنس ۱۴۔ ماہ رواں کو منعقد ہوئی۔ اور کئی فاضل علماء بھی نہ آسکے۔ مگر چونکہ کئی مقامات کے عالم آگئے تھے۔ اس لئے حاضرین کے اتفاق رائے سے دو ریزولیوشن پاس کئے۔ دوسرا ریزولیوشن اس مضمون کا تھا۔ کہ مسلمانوں کے مذہبی مسائل اور معاملات میں ایک کمیٹی مقرر ہو۔ جو امور متنازع فیہ میں علمائے اسلام کی طرف سے قطعی فتوے دیا کرے۔ اس مقصد سے مختلف فرقوں کی اصلاح کار کمیٹی بنانے کا خیال ہے۔ سب کمیٹی میں نامی گرامی علماء شریک ہیں۔

فرید پور کے ڈاکہ کا مقصد

کچھ عرصہ سے فرید پور میں جو ڈاکہ کا مقدمہ چل رہا تھا وہ سرے تک پہونچنے سے پہلے فسخ ہوگیا۔ پولیس بڑی شہادت بہم پہنچا کر ملزمون کو سزا دلانے میں ناکام رہی۔ اخبار اسٹیٹسمین لکھتا ہے۔ فرید پور کے مقدمہ کے انجام کو تشدد پسند اپنی سب سے بڑی فتح سمجھیں گے۔

ایک عربی مکتوب

ہمارے فاضل دوست مولوی غلام احمد صاحب اختر (اوچ شریف) نے ایک عربی خط لکھا ہے جو بجنسہٖ درج ہے:۔

باسمہ سبحانہ — حامداً و مصلیاً

من مبایع الخلیفۃ و مخالفہ ❊ الی منازع الخلیفۃ و مخالفہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

اما بعد ایہا الرجل الخلیق و المتخلف الشریف اخلف اللہ علیک تخلفت عن الخلیفۃ و اظہرت الخلاف بعد الاختلاف۔ و سمعت من سن سنۃ سیئۃ فسننت الاخلاف۔ و نزلت مخلقۃ المخالفۃ فما تخشی قلبک و ما خافت۔ و اخلفت لنفسک مکان الخلافۃ الخلاف و تجردت الخلافۃ عن حلی آیۃ الاستخلاف۔ و خلفت خلف حکما المغرۃ فقطعت بخلعۃ المخالفۃ رجل الخلافۃ حتے جعلتہا الخلاف۔ و ما خلفت بیتک الا بخالفۃ الخلاف۔ و اختلفت اخو الاک کان اشا ولدت خلقین۔ و اردت ان تحسم الخلافۃ بذات الخلقین۔ رضعت در العلوم فی مہد الخلافۃ ثم خلفت سیف الخلاف خلاف الخلیفۃ۔ و اعرضت عن مائدۃ الخلیفۃ و عائدۃ الخلافۃ کانک اضنتک الخلفۃ۔ و اخلفت فی شیک حتی غشیک الخلف و سلکت خلیف المخالفۃ او قودک الخلف۔

ابدلت بالاثمار المخلفۃ و الخلاف۔ و اشتریت بالوفاق الاختلاف و بالوداد الخلاف۔ فما بقی فی قلبک الحب و الالف۔ و ما انبت حرثک الا الخلف۔ و اعلم ان المسیح قد خلف ربہ فی الخلافۃ و استخلفہ اللہ خلفہ خلفاً خلیفا۔ فخالفت تخلیف اللہ و تخلفت عن الخلیفۃ حتی صرت مخالف التخلیفی۔ و قد کنا نطمع انک تکون خلفا فبان الامر انک کنت مخلفۃ۔ و کنا نرجو ان تکون مستخلفاً لا تلا شی فصرت المخالف الخلیفۃ و اخلفت فمک بخلوف المخالفۃ۔ اردت ان تکون عدیل من خالف الخلفاء در دیفہ۔ و قد خلفت القوم و ما تریہم الا الجیفۃ صرت مخلاف مواعید الخلافۃ کالمخالیف۔ و لمست بالمخالفۃ قلبا حتی اذا انقوہت فالت بالخلاف الخلیف۔ خلفت علی طود المخالفۃ حتی خلفت بعیرک عن الصراط القویم و قطع الرجا منک و اخلفت النجوم لک ان تبایع الخلیفۃ و تدع الخلف و الا ان تکون فی البیت مع الخوالف و لا یجدی فی خلفک خالف۔ کن خلفاً و لا تکن خلفاً تکون خلفاً فتخیر سلفاً۔ و اعلم ان الخلافۃ امر الہی و سنۃ جاریۃ لا اخلاف فیہ و لا اختلاف۔ قال اللہ تعالیٰ ہو الذی جعلکم خلائف فی الارض فلکون خلیفۃ المومن و ما تخالف خلیفۃ المخالف۔ و کل بر و فاجر خلیفۃ للسلف فکیف یسوغ للعاقل ان یصدقہ ان لا نائب للنبیین من الصدیقین و الشہداء و الصالحین فتفکر و لا تکن من الغافلین۔ و السلام۔ نمقہ العبد الاحقر غلام احمد اختر۔ از اوچ شریف ریاست بہاولپور

الفضل

مورخہ ۲۵۔ اپریل ۱۹۱۴ء

کیا مسیح موعود کا ماننا ضروری نہیں؟

احمدی جماعت میں تو یہ سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ مگر پیغام لاہور کی برکت سے یہ سوال اس جماعت میں بھی پیدا ہو گیا کیونکہ ۱۹۔ اپریل کے نمبر ۱۱۸۔ صفحہ ۴ پر صاف لکھا ہے۔

"کیا حضرت مرزا صاحب حقیقی معنوں کی رو سے نبی تھے۔ کیا کوئی امتی صرف نبی کہلا سکتا ہے؟ یا ظلی اور بروزی طور پر نبی کہنے والے کو ہم نبی کے نام سے پکار سکتے ہیں؟ (خدا نے تو پکارا۔ اپنی وحی میں فرمایا یا نبی اللہ اطعموا الجائع والمعتر) × × × × × اور نہ حقیقی معنوں میں آئمہ اولیاء اور خلفاء کو نبی کہا جا سکتا ہے تو کسی مامور غیر نبی کا ماننا کسطرح ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو سکتا ہے۔"

اب فرمایئے کہ جب مسیح موعودؑ کا ماننا ایمانیات کی جزو نہ تھا۔ تو احمدیوں نے کیوں اتنے سال گالیاں سنیں۔ اور ماریں کھائیں اور کیوں وہ اپنے خویش و اقرباء سے الگ ہو گئے۔ اور کیوں دوسرے مسلموں کے ساتھ نمازیں پڑھنی چھوڑ دیں۔ اور کیوں ان سے رشتے ناطے بند کر دیئے۔ اور کیوں اسقدر مصیبتیں سہیں تکلیفیں اٹھائیں۔ کیونکہ جس چیز کا ماننا ایمان کی جزو نہیں۔ اس کے بارے میں کچھ کوشش کرنا مومن کیلئے ضروری نہیں لیکن جب کوششیں ثابت ہیں۔ تو ماننا بھی ایمان کی جزو ہے۔ اور ضرور ہے۔ اگر ضروری نہ ہوتا۔ تو شاہزادہ عبداللطیفؓ کیوں شہید ہوتے۔ کیا اس شخص پر ایمان لانے سے انکار نہ کرنے پر جان دیدینا (نعوذ باللہ) حرام موت نہ ہو گی جس کا ماننا جزو ایمان نہیں۔ پس یاد رکھو۔ کہ مسیح کا آسمان سے اترنے کا مسئلہ تو جزو ایمان نہیں۔ مگر مسیح موعود نبی اللہ کا ماننا جزو ایمان ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ کہ جو مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ (حقیقۃ الوحی)

کافر بالمامور اور کافر بالرسول

ہم نے مسئلہ کفر کے متعلق حتی الوسع کبھی کچھ نہیں لکھا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ مسئلہ محض لوگوں کے جذبات بھڑکانے کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ ورنہ ہماری راہ میں اسوقت نہیں۔ ناظرین ۱۹۔ اپریل کے پیغام صفحہ ۴ میں جو حوالے حضرت مسیح موعود کے دیئے گئے ہیں۔ اصل کتب میں دیکھ لیں۔ حق واضح ہو جائیگا۔ کیونکہ لکھنے والے نے ادہر ادہر سے کاٹ کر ان کو پیش کیا ہے اور یہ اصل یاد رکھیں۔ کہ جہاں حضرت اقدس فرماتے ہیں۔ کہ میں کافر نہ کہنے والے کو کافر نہیں کہتا۔ وہاں یہ سوال کہ کافر کہنے والا کون ہے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ پر حل کیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔

پس کافر کہنے والا صرف وہی نہیں جو ہم پر کفر کا فتویٰ دے بلکہ وہ بھی جو نہ مانے۔ اسیطرح میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔ صفحہ ۱۶۵ کی تمام عبارت یہ ہے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا۔ کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص درحقیقت کافر ہے۔ وہ اس کے کفر کی نفی کرتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ جسقدر لوگ میری پر ایمان نہیں لاتے وہ سب کے سب ایسے ہیں۔ کہ ان تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں جنہوں نے مجھ کو کافر ٹھہرایا ہے۔ (یہ ان غیر مکفرین کے کفر کی وجہ بتائی ہے) پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جنہیں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر (مثلاً ان لوگوں سے مومنوں والا سلوک کرنا جو کافر کہتے ہیں) پیدا ہو گئی ہے۔ ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں"۔

بہر حال اس بحث کی موجودہ حالات میں کوئی ضرورت نہیں۔ یہ نوٹ صرف اسلئے لکھا گیا ہے۔ کہ ہمارے فاضل دوست نے یہ دکھانے کیلئے کہ مسئلہ کفر تو محض جھگڑے کیلئے پیش کیا جاتا ہے شملہ میں کسی سے کہا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب بھی اپنے رسالہ کفر و اسلام (یہ رسالہ حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کے بعد شائع ہوا ہے پس وفات کے دن مذاکرات میں اس کا ذکر کسطرح آ جاتا) میں لکھتے ہیں۔ حضرت اقدس کا منکر کافر بالمامور ہے۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب بھی تشحیذ میں فرماتے ہیں۔ کافر باللہ نہیں بلکہ کافر بالمامور تو یہ جھگڑا طے ہو جاتا ہے۔ اس پر ان لوگوں کو جو صرف اس جھگڑے کے بہانے سے اپنا سارا کا سارا کاروبار چلا رہے ہیں۔ فکر پیدا ہوئی کہ اب تو وہ سادہ لوح جو بیعت سے رو کے گئے تھے۔ رکے نہیں رہینگے اسلئے کہنا شروع کیا۔ کہ مامور اور رسول میں بہت بڑا فرق ہے (پیغام ۱۴۔ اپریل) اور مسیح موعود مامور تھے نہ کہ نبی۔

اور مرزا صاحب نے کبھی رسول ہونیکا دعوی نہیں کیا۔ (پیغام ۱۴۔ اپریل) کاش! ذرا ایک غلطی کا ازالہ ہی پڑھ لیتے۔ فرماتے ہیں۔

"میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خدا تعالے نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں × × × اور میرا یہ قول من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب اس کے معنے صرف اسقدر ہیں۔ کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ (صفحہ ۵ و ۶)

حالانکہ یہی پیغام والے ایک اشتہار اپنے عقائد کے متعلق دے چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو پیغام صلح نمبر ۴۴۔ صفحہ ۲۔ کالم ۳۔

"معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈالدیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلواۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جنکا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ حاضر و ناظر جانکر علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے ہم حضرت مسیح موعود مہدی معہودؑ کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول۔ اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے غلام حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد ہم اس کے خلیفہ برحق سیدنا و مرشدنا و مولانا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیحؑ کو بھی سچا پیشوا سمجھتے ہیں۔ اس اعلان کے بعد اگر کوئی ہماری نسبت بدظنی پھیلانے سے باز نہ آئے۔ تو ہم اپنا معاملہ خدا پر چھوڑتے ہیں۔ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد"

اور ملاحظہ ہو پیغام صلح نمبر ۲۵۔ صفحہ ۳۔ کالم ۲

"ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلواۃ والسلام اللہ تعالے کے سچے رسول تھے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کیلئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپکی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے"

۱۴۔ مارچ سے پہلے جو مذہب لوگ ظاہر کرتے ہیں۔ وہ تو یہ تھا۔ اب جو نئے عقائد ہیں۔ ان کے متعلق ہم کیا کہیں۔ انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ۔

ضروری گذارش۔ مہربانی فرما کر ہر خریدار الفضل ایک خریدار اور مہیا کرے۔ (منیجر)

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللہِ

الاسلام

کامل نبی

اسلام ہی صرف کامل مذہب ہے۔ کیونکہ تعلیم اسلام کامل اور مکمل ہے۔ شریعت اسلام کا دامن قیامت تک لمبا ہے۔ جیسا کہ یہ تمام ازمان کے لئے محیط مذہب ہے۔ ایسا ہی اس کی تمام امکنہ پر حکومت اور سلطنت ہے۔ یہ کسی خاص قبیلے یا قوم کے ساتھ مخصوصیت نہیں رکھتا۔ اس کی دعوت عام کافۃ للناس ہے۔ اسلام سے پہلے جتنے مذاہب آئے ہیں۔ ان کے دائرے بہت ہی تنگ اور محدود ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ماتحت جتنے انبیاء علیہم السلام موسوی شریعت کی اشاعت کے لئے دنیا میں وقتاً فوقتاً تشریف فرما ہوتے رہے ہیں۔ وہ سب کے سب بنی اسرائیل کیلئے تھے جیسا کہ یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ اجانب کو اپنے اندر شامل نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب ان کے سلسلہ کا خاتم نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ تو انہوں نے یہ دعویٰ کیا۔ کہ وہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے ڈھونڈنے اور بچانے کیلئے آئے ہیں۔ اور ایک اجنبی نے آپ سے فضل لینا چاہا۔ تو آپنے فرمادیا۔ کہ سؤروں کے آگے موتی نہیں پھینکتا۔ اور اسی وجہ سے بنی اسرائیل اپنے آپکو خدا تعالیٰ کی برگزیدہ قوم سمجھتے تھے اور ان کو دعویٰ تھا کہ انکے سوا کسی اور قوم میں خدا کا نبی نہیں آیا۔ واذا قیل لھم اٰمنوا بما انزل اللہ قالوا نؤمن بما انزل علینا ویکفرون بما وراءہ وھو الحق مصدقا لما معھم۔ جب انکو کہا جاتا ہے کہ تم اسپر ایمان لاؤ۔ جو اللہ نے اتارا ہے۔ تو جواب میں کہدیتے ہیں کہ ہم تو وہی مانتے ہیں جو ہماری طرف اترا ہے اور وہ اُس کے ماسوا کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ حق ہے۔ اور ان صداقتوں کی تصدیق کرتا ہے جو ان کے پاس ہیں۔ انکا یہ دعویٰ کہ انکے سوا کسی اور قوم میں خدا کا کلام نہیں اترا محض تحکم اور حمیت الجاہلیۃ پر مبنی ہے کیونکہ خدا رب العالمین ہے اسلئے تمام لوگوں کے تو ان قریباً یکساں بنائے ہیں۔ اور دیگر اقوام کسی بات میں ان سے کسیطرح بھی کم نہیں ہیں۔ انکی جسمانی حاجات اور ضروریات کو خدا تعالیٰ نے پورا کیا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ وہ انکے روحانی اسباب کو بہم نہ پہنچاتا۔ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر یابنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم ہر قوم اور ہر گروہ میں خدا کا نذیر اور مرسل آیا ہے۔

اوصاف کی دو قسمیں ہیں۔ بعض صفات ذاتیہ ہوتی ہیں۔ اور بعض عارضی۔ جیسا کہ سورج کی روشنی اور گرمی اس کی اپنی خانہ زاد ہے یہ خدا تعالیٰ کی اعطاء ہیں۔ اور ہر دو صفتیں اس کے حق میں خانہ زاد ہیں۔ کسی اور چیز سے اس نے نہیں حاصل کیں۔ دیوار پر جو روشنی طلوع شمس کی وجہ سے پڑتی ہے۔ یہ دیوار کی خانہ زاد نہیں ہے۔ بلکہ اسے بالعرض ملی ہے۔ کیونکہ جب سورج غروب ہوجاتا ہے اسکے ساتھ ہی وہ بھی غائب ہوجاتی ہے۔ اسیطرح زمین کی گرمی زمین کی اپنی خانہ زاد نہیں ہے بلکہ یہ سورج سے مکتسب ہے۔ پس ذاتی صفات خانہ زاد ہوتی ہیں۔ اور عارضی اوصاف اعطاء غیر ہوتی ہیں۔

سو یہی حال انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کا ہے۔ رسول کریم نبی موصوف بنبوت بذات ہیں اور دیگر انبیاء موصوف بنبوت بالعرض ہیں اور یہی معنی ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں یعنی آپکی مہر جس نبی کی نبوت پر ثبت ہو۔ وہ نبی ہوسکتا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی۔ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے۔ تو انہیں میری ہی پیروی کرنی پڑتی۔ اور یہی بات واذ اخذ اللہ میثاق النبیین سے مستنبط ہوتی ہے۔ و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین فمن تولی بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون۔ اور جب نبیوں سے اللہ نے عہد لیا کہ جب میں کتاب اور حکمت تمکو دوں پھر تمہارے پاس رسول آجائے اور وہ ان صداقتوں کی تصدیق کرتا ہو جو تمہارے پاس ہیں تمکو ضرور اسے ماننا ہوگا۔ اور اس کی مدد کرنی ہوگی۔ فرمایا کیا تم نے اس پر اقرار کیا۔ فرمایا پس گواہ ہوجاؤ۔ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں جو اسکے بعد پھر جائیگا۔ وہی عہد شکن ہوگا۔

سو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مستقل نبی ہیں۔ آپ جیسا کہ نبی الامۃ ہیں نبی الانبیاء علیہم السلام بھی ہیں۔ جو حسن اور احسان خوبی اور کمال ہر ایک نبی میں فرداً فرداً پایا جاتا ہے۔ وہ آپکی ذات گرامی میں بوجہ اتم موجود ہے ؎ حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

غرضیکہ کوئی کمال نہیں جو کہ کسی نبی میں پایا جاتا ہو۔ اور وہ آپکی ذات والا صفات میں بوجہ اتم موجود نہ ہو۔ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہیں تمام کمالات رسالت آپ پر ختم ہیں۔ بلکہ تمام کمالات انسانیت آپکے وجود باجود میں مختتم ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور مرسلین کی تعداد کہیں بھی محدود و محصور نہیں کی لیکن یہ عام شہور بات ہے۔ کہ ایک لاکھ ۲۴ ہزار نبی ہوگئے ہیں۔ اور کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم بھی ایک لاکھ ۲۴ ہزار تھے۔ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس خاتم النبیین پر ایک مسبوط بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپکا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا۔ کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح و لٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہوجاتا ہے۔ سو اسیطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت تصور فرمایئے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپکے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں۔ اوروں کی نبوت آپکا فیض ہے۔ پھر آپکی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہوجاتا ہے غرض جیسے آپ نبی الامۃ ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں۔ اور یہی وجہ ہوئی۔ کہ بشہادت واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ الخ۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ پر ایمان لانے اور آپکے اتباع اور اقتداء کا عہد لیا گیا۔ ادہر آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ اگر موسیٰ بھی زندہ ہوتے۔ تو میرا ہی اتباع کرتے۔ علاوہ ازیں بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آپکی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہے ادہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ علمت علم الاولین والاخرین بشرط فہم اسی جانب مشیر ہے۔ علوم الاولین مثلاً اور ہیں۔ اور علوم الآخرین اور۔ لیکن وہ سب علوم رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں۔ سو جیسے علم سمع اور علم بصر اور پر باہم قوت عاقلہ اور نفس ناطقہ میں یہ سب علوم مجتمع ہیں۔ ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء باقی کو سمجھئے۔ پر ظاہر ہے کہ سمع و بصر اگر مدرک و عالم ہیں تو بالعرض ہیں۔ ورنہ مدرک حقیقی اور علم تحقیقی وہ عقل اور نفس ناطقہ ہی ہے اسیطرح سے عالم حقیقی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور انبیاء باقی اور اولیاء اور علماء گذشتہ و مستقبل اگر عالم ہیں۔ بالعرض ہیں۔ حاصل مطلب آیہ کریمہ کا اس صورت میں یہ ہوگا۔ کہ ابوت معروفہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں۔ ابوت معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے۔ انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے کیونکہ اوصاف معروض و موصوف بالعرض موصوف بالذات کی فرع ہوتے ہیں موصوف بالذات اوصاف عرضیہ کی اصل ہوتا ہے اور وہ اسکی نسل اور ظاہر ہے کہ والد کو والد اور اولاد کو اولاد اسی لحاظ سے کہتے ہیں۔ کہ یہ اس سے پیدا ہوسکتے ہیں وہ فاعل ہوتا ہے چنانچہ والد کا اسم فاعل ہونا اس پر شاہد ہے اور یہ مفعول ہوتے ہیں چنانچہ اولاد کو مولود کہنا اسکی دلیل ہے سو جب ذات بابرکات محمد صلے اللہ علیہ وسلم موصوف بالذات بالنبوۃ ہوئی اور انبیاء باقی موصوف بالعرض تو یہ بات آپ ثابت ہوگئی۔ کہ آپ والد معنوی ہیں۔ اور انبیاء باقی آپکے حق میں بمنزلہ معنوی۔ امتیوں کی نسبت لفظ لٰکن رسول اللہ شاہد ہے۔ اسیطرف شاہد ہے۔ وکذالک جعلناکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیداً۔ غرض یہ مسلم امر ہے۔ اور واقعات اسکی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء والمرسلین ہیں تمام نبی خواہ آپکے پہلے ہوں یا بعد ہوں۔ بجز آپ پر ایمان لانیکے نبی نہیں بن سکتے۔ آپکی نبوت اصل ہے اور باقی انبیاء بطور ظل کے ہیں۔ کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین ۔

پارہ ۲۸ - سورہ جمعہ بقیہ رکوع دوم

اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو اس کے بعد آوے اس کو گائے کا۔ اسی طرح پانچ درجے مقرر فرمائے ہیں۔ (۲) خطبے میں بالکل خاموش رہنا چاہیئے۔ بہت لوگ خطبہ میں بولتے رہتے ہیں۔ حدیثوں میں سخت منع آیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی بول رہا ہو تو اس کو آواز سے منع بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اشارہ سے روکنا چاہیئے۔ بولنا مکروہ لکھا ہے کیونکہ خطبہ میں حرج واقعہ ہوتا ہے ؏

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ — پہلے فرمایا ہے کہ جس وقت نماز کے لئے آواز آوے تو آجاؤ۔ پس جب آگئے تو پھر جانا بھی تھا۔ اسلئے فرمایا کہ جب نماز ہو چکے۔ تو پھر تم کو اجازت ہے کہ چلے جاؤ اور اپنا کام کاج کرو۔ فضل کے معنے مال کے بھی ہیں اس کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ تم جاکر تجارتی کام کرو۔ مگر انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کے بعد چھٹی کر دو۔ (۱) اگر کوئی تمہارا دوست یا عزیز بیمار ہے تو اس کی عیادت کے لئے جاؤ (۲) احباب کی ملاقات کے لئے ان کے گھر جاؤ (۳) اگر کوئی فوت ہو گیا ہو تو اس کے جنازہ کے لئے جاؤ۔ آج اہل یورپ کہتے ہیں کہ ہم نے ہفتہ میں ایک دن چھٹی کرنے کے اصول پر عملدرآمد کر کے بہت بڑے فائدے حاصل کئے ہیں لیکن ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ اسلام کا مقرر کردہ قاعدہ ہے جس کی تعمیل مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے۔ کیونکہ کام میں متواتر مشغول رہنے کی وجہ سے قوےٰ کمزور ہو جاتے ہیں اسلئے ضروری ہے کہ ان کے آرام دینے کے لئے چھٹی کیجاوے ؏

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا — ان لوگوں کو نمازیں تو بہت بھاری معلوم ہوتی ہیں اور طرح طرح کے بہانے تلاش کرتے ہیں۔ لیکن جب تجارت یا تماشا کو دیکھتے ہیں تو منتشر اور پراگندہ ہو کر چلے جاتے ہیں۔ اور جس تجارت کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بلاتے ہیں اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور اُسے اکیلا چھوڑ دیتے ہیں ؏

قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ — پہلے تو فرمایا ہے کہ جب وہ تجارت اور تماشا کو دیکھتے ہیں تو بھاگ جاتے ہیں۔ یہاں فرماتا ہے کہ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خدا کے پاس اس دنیا کے تماشے اور تجارت سے بہت اچھا بدلہ ہے۔ پہلی آیت میں تجارۃ کو لہو سے پہلے بیان فرمایا ہے اور یہاں لہو کو تجارت سے پہلے بیان کیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے۔ لیکن یہ انکی بکواس ہے۔ خدا کے کلام میں ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس کی ہر ایک بات میں حکمت ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اگر کوئی مشہور اہل قلم ہو اور اس کی عبارت میں تقدیم و تاخیر ہو تو کہا جاتا ہے کہ اس میں بھی خاص لطف ہے۔ اور یہ قابلیت کا کام ہے۔ لیکن اگر کسی غیر معروف آدمی کی تحریر ہو۔ تو کہتے ہیں کہ اس کو لکھنا نہیں آتا عبارت غلط ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے کلام میں ہر ایک لفظ ایک خاص حکمت کو مدنظر رکھ کر استعمال ہوتا ہے۔ پس ایک جگہ تجارت کو لہو سے پہلے رکھنے اور دوسری جگہ لہو کو تجارت سے پیچھے رکھنے میں یہ لطیفہ ہے۔ کہ اس میں فطرت انسانی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ پہلے حصّہ آیت میں تو یہ بیان تھا۔ کہ جب تجارت اور لہو کو دیکھتے ہیں تو تجھے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ تجارت اور لہو دونوں میں سے تجارت زیادہ کشش رکھتی ہے۔ کیونکہ اس میں انسان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ پس تجارت بڑا محرک ہے۔ اور لہو کم محرک ہے۔ کیونکہ تجارت میں حقیقی فائدہ بھی ہے۔ اور لہو میں نہیں۔ پس چونکہ تجارت زیادہ باعث ہو سکتی تھی۔ دین سے غفلت کی۔ اِس لئے اسے پہلے بیان کیا گیا۔ اور دوسرے حصّہ آیت میں یہ بتایا تھا۔ کہ جو خدا کے پاس ہے وہ اچھا ہے لہو اور تجارت سے۔ پس چونکہ اسجگہ ما عند اللہ کی بہتری ثابت کرتی تھی۔ اِس لئے لہو کو تجارت سے پہلے رکھا۔ کیونکہ لہو تو بے فائدہ چیز کو کہتے ہیں اور تجارت میں پھر بھی کچھ نفع تو ہے۔ پس جو بالکل لغو شے تھی اُسے پہلے رکھا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے۔ وہ لہو سے اچھا ہے۔ اور تجارت سے بھی اچھا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے۔ یہ شخص ایک من بوجھ اُٹھا سکتا ہے بلکہ دو من بھی۔ اور اگر اس کی جگہ یہ فقرہ کہے۔ کہ یہ شخص دو من بوجھ اُٹھا سکتا ہے۔ بلکہ ایک من بھی۔ تو یہ لغو ہو جاتا ہے پس دونوں جگہ جس ترتیب سے لفظ رکھے گئے ہیں۔ وہی درست ہے۔ یہ تو اس رکوع کے ایک معنے ہوئے۔ اب میں دوبارہ اسی رکوع کو لوٹاتا ہوں۔

اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ — پہلے رکوع میں مسیح موعود ؑ کے زمانہ کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ اس کا زمانہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مشابہ ہوگا۔ وہ لوگوں کو مباہلہ کے لئے بلائے گا۔ لیکن وہ نہیں آئینگے۔ وہ اس زمانہ کے ساتویں ہزار میں آئے گا۔ جس کو جمعہ کے دن سے تشبیہ دی ہے پس فرمایا کہ جس وقت مسیح موعود تم کو جمعہ کی نماز کی طرح بلانے کے لئے آواز دے گا۔ تو تمہارا فرض ہے کہ تم اس کی طرف آؤ۔ اور جو کچھ وہ کہے۔ اُس کو سنو۔ ذکر اللہ کے معنی نماز کے ہیں۔ اور الہام کے بھی ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کا نام اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ مسیح موعود جو باتیں الہام کے ذریعے تم کو سنائے گا۔ ان کے سننے کے لئے اس کی طرف بڑھنا۔ وَذَرُوا الْبَيْعَ۔ اور جب وہ تم کو پکارے۔ تو اپنے کاموں کو چھوڑ کر چلے آنا۔ چونکہ تجارت اس زمانہ میں انتہائی ترقی پر ہونی تھی۔ جو کہ لوگوں کو مسیح موعود ؑ کی طرف آنے میں روک بن سکتی تھی۔ اِسلئے فرمایا کہ تجارت کو اس وقت چھوڑ دینا۔ کیونکہ یہ تو تم کو پھر بھی مل جائے گی۔ لیکن مسیح موعود دوبارہ تم کو نہیں ملیگا ؏

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ — جب مسیح موعود فوت ہو جائے گا۔ تو پھر تم اپنے گھروں میں جاکر کام کاج کرنا۔ یا مسیح کے بعد تبلیغ کی طرف بہت متوجہ ہونا ؏

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا — مسیح موعود ؑ کی زندگی میں اس سے سیکھتے اور پڑھتے رہنا اور بعد میں پھر لوگوں کو سکھانا۔ اور ملک میں وعظ کرتے پھرنا۔

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا — مسیح موعود کو لوگ کیوں نہیں مانتے۔ اسی وجہ سے۔ کہ تجارت اور بے ہودہ کاموں میں مشغول ہیں اور ان کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اور مسیح موعود یہ اقرار لیتا ہے۔ کہ کہو میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا۔ وہ یہ اقرار پورا نہیں کر سکتے ؏

قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ط — اون کو کہدو کہ تجارت میں مشغول رہنے والے برباد اور تباہ ہو جائینگے۔ تجارت وہی اچھی ہے۔ جو مسیح موعود

خدا کی طرف سے بتاتا ہے۔ مبارک ہے وہ جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ان کے پاس آگیا۔ اور ان سے تقوےٰ اور طہارت سیکھا۔ اور اب لوگوں کو سکھاتا ہے

سورہ منافقون۔ رکوع اوّل

۱۹- اپریل سنہ ۱۹۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ط وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝

جس وقت میں یہ آیت پڑھتا ہوں تو اسلام کی بڑی صداقت اور عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ اور عیسائیوں کے تمام اعتراضات کہ اسلام زبردستی۔ جنگ اور تلوار کے زور سے پھیلا۔ حل ہو جاتے ہیں۔ مینے دیکھا ہے کہ آجکل لوگ مردم شماری میں تعداد بڑھانے کی غرض سے بڑی بڑی کوششیں کرتے رہے ہیں۔ مسلمانوں اور ہندوؤں میں مردم شماری کے دنوں میں بڑا بحث مباحثہ ہوتا رہا تھا کہ بعض ذلیل اقوام کسی گروہ میں شامل کی جائیں وہ چوہڑے جو کہ اگر کسی ہندو کے پاس بھی گذر جائیں۔ تو وہ بھرشٹ ہو جاتا تھا۔ صرف تعداد بڑھانے کے لئے ہندو بنائے جا رہے تھے۔ مولوی برہان الدین صاحب (خدا اون کو جنت نصیب کرے) نے ایک واقعہ سنایا۔ کہ میں ایک دفعہ گاڑی پر سوار ہونے لگا۔ بڑی بھیڑ تھی۔ سردی کی وجہ سے مینے کنٹوپ پہنا ہوا تھا اور میرے کپڑے بھی میلے تھے۔ ایک کمرہ میں گیا تو وہاں ہندو بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا کہ تمہارے کمیں۔ یہ سنکر وہ ایک طرف سرکنے شروع ہو گئے۔ اور میں وہاں بیٹھ گیا۔ اگلے سٹیشن پر وہ تمام وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے۔ اور مینے بڑے آرام سے سفر کیا۔ ایک آدمی نے کہا کہ آپ نے جھوٹ بولا۔ مینے کہا کہ جھوٹ کیا ہے۔ اب نہ مسلمانوں کے پاس دولت ہے نہ عزت۔ ہندو اس بات میں ان سے افضل ہیں تو کیا مسلمان انکے کمیں نہیں ہیں۔

مردم شماری کے موقعہ پر ہندو اخباروں نے بڑے زور سے لکھا۔ کہ خانہ بدوش قومیں اور دیگر نیچ اقوام ہم میں شامل ہونی چاہئیں۔ اور مسلمان اخبار ان کی اس بات پر معترض تھے۔ وہ بعض اقوام کو اپنے اندر شامل کرانا چاہتے تھے۔ اور ایسے ایسے بیہودہ اور لغو دلائل دیتے تھے کہ پڑھ کر ہنسی آتی تھی۔ مسلمان لکھتے کہ چونکہ ان میں فلاں فلاں رسم ہے اسلئے وہ ہندو نہیں ہو سکتے۔ اور ہندو کہتے۔ کہ ان کے ناموں کو دیکھو۔ ہندوؤں سے ملتے ہیں اسلئے یہ ہندو ہیں اور اس قسم کے بہت سے دلائل دیتے۔ یہ صرف تعداد بڑھانے کے درپے تھے۔ نہ کہ ان کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کے۔ آجکل عیسائی پادری روپیہ دے کر چوہڑوں اور دوسری نیچ قوموں کو عیسائی بناتے پھرتے ہیں۔ لیکن اگر ان نو عیسائیوں سے پوچھا جائے۔ کہ عیسائیت کیا ہوتی ہے تو وہ کچھ بھی نہیں بتا سکتے۔ پادری صاحبان صرف تعداد بڑھانے اور اپنی کارگذاری دکھلانے کی خاطر کئی قسم کے لالچ اور طمع دے کر ان کو اپنے میں شامل کر لیتے ہیں۔ غرضیکہ ہر ایک مذہب کی یہی کوشش ہے۔ کہ ہماری تعداد بڑھ جائے خواہ وہ اس مذہب کے متعلق کچھ جانتے بھی ہوں یا نہ۔ اگر اسلام تلوار کے ذریعے پھیلایا جاتا۔ تو اس کا قبضہ لوگوں کی زبانوں پر ہوتا نہ کہ دلوں پر۔ اگر مسلمانوں کو اپنی تعداد بڑھانی ہی مقصود ہوتی۔ تو ان لوگوں کو جو کہ ان پاس خود بخود آکر اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرتے تھے۔ کیوں نکالتے۔ جو شخص تلوار سے اپنا مذہب پھیلاتا ہے اس کی غرض تو اسی قدر ہوتی ہے کہ لوگ زبان سے میرے مذہب کا اقرار کرلیں۔ وہ یہ تو کبھی نہیں خیال کر سکتا۔ کہ جن کو مینے تلوار سے منوایا ہے۔ وہ دل سے بھی میرے ساتھ ہونگے۔ اسلئے اُسے زبانی اقرار پر ہی اکتفاء کرنا پڑتا ہے۔ مگر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن شریف کے نازل کرنے والے کی غرض دلوں کا صاف کرنا ہے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ منافق لوگ تیرے پاس آکر تجھ کو خدا کا رسول کہتے ہیں۔ اللہ جانتا ہے۔ کہ یہ ان کا کہنا تو بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن اللہ گواہی دیتا ہے۔ کہ یہ منافق لوگ جھوٹے ہیں کیونکہ جو کچھ ان کی زبانوں پر ہے۔ وہ دل میں نہیں ہے۔ ہم ان کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ کیا جس کی طرف سے یہ قول آوے۔ وہ حکم دے سکتا ہے۔ کہ جبراً تلوار کے زور سے کسی کو مسلمان بناؤ۔ وہ تو فرماتا ہے کہ لوگوں کو زبانوں سے مسلمان نہ سمجھو۔ جب تک کہ وہ دل سے مسلمان نہ ہوں۔ آجکل مسلمانوں کو یہ کوشش کرنی چاہیے۔ کہ مسلمان مسلمان بن جائیں نہ کہ چوہڑوں اور دوسرے مذاہب والوں کو تعداد بڑھانے کے لئے اپنے میں شامل کرتے جائیں۔ اسلام میں تعداد کی ضرورت نہیں بلکہ سچائی اور راستبازی کی ہے۔ اسی لئے منافقون کے قول کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے فرما دیا کہ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ۔ جو کچھ کوئی کہے گا۔ اس کو اللہ خوب جانتا ہے۔

اِتَّخَذُوْا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

ان منافقون نے اپنی قسموں کو ڈھال بنایا ہوا ہے کہ قسم کھا کر اپنے آپ کو بچالینگے۔ اور دوسرے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ یہ جو کچھ کر رہے ہیں۔ بہت بُرا کر رہے ہیں۔ جس کی ان کو سزا دی جاوے گی۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝

ان کو اس قسم کی شرارتوں کی جرأت اس لئے ہوئی کہ یہ پہلے ایمان لائے تھے۔ لیکن پھر کافر ہو گئے اب ان کے دلوں پر خدا نے مہر لگا دی ہے۔ کیونکہ یہ دین کو کچھ نہیں سمجھتے۔ پہلے مان کر پھر مرتد ہو جانا بہت بڑا گناہ ہے اگر ایک آدمی چشمہ پر پہنچ کر پانی نہ پیئے۔ اور واپس آجائے تو اس سے زیادہ اور کون بدقسمت ہو سکتا ہے۔ ایسے آدمی کو پھر واپس آنے کی توفیق ہی نہیں مل سکتی۔ منافق لوگ پہلے تو ایمان لے آئے۔ لیکن بعد میں انکو شکوک پیدا ہونے شروع ہو گئے اور مذہبی غیرت دور ہو کر دلوں پر مہر لگ گئی۔ اور ان کو دین کے سمجھنے کی توفیق نہ ملی۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ

جب تو ان منافقون کو دیکھے۔ تو بڑے موٹے موٹے جسموں والے تجھے تعجب میں ڈالدیتے ہیں کہ کیا وجہ ہیں۔

آجکل بعض لوگ کہتے ہیں کہ خلیفہ موٹا ہونا چاہیے۔ کیونکہ قران شریف میں آیا ہے۔ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ۔ مگر ان کو یہ آیت بھی دیکھنی چاہیے۔ کہ منافقون کے جسموں کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انکے جسموں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کہ کیسے جوان ہیں۔ جسے علم دین ہو۔ اس کی قوت وطاقت زائل ہو جاتی ہے۔ ہاں روحانی طاقت ملتی ہے۔ جو اسے کسی وقت نہیں چھوڑتی۔ جیسی انبیاء اور انکے صحابہ کو ملتی آئی ہے۔

وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ط

چونکہ یہ بظاہر بڑے معتبر معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا رعب لوگوں پر ہوتا ہے۔ اور جب وہ کوئی بات کرتے ہیں تو بڑی توجہ سے سنے

ہمارا ہائی سکول بدستور رونق پر ہے

پچھلے نمبر میں ہم لکھ چکے ہیں۔ کہ ماسٹر صدرالدین صاحب نے خواہ مخواہ غلطی پھیلائی ہے۔ کہ میرے جانے کی وجہ سے لڑکے سرٹیفکیٹ مانگ رہے ہیں آج اس بارے میں ایک مراسلت شائع کی جاتی ہے۔ سکول کو نہایت اعلیٰ سٹاف خدا نے دیا ہے۔ مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی موجود ہیں۔ عنقریب ایک اور بی۔ اے بی۔ ٹی بھی آپ ملیں گے۔

مکرم ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔

۲۰۔ اپریل ۱۹۱۴ء کے فضل میں "تعلیم الاسلام بدستور رونق پر ہے"۔ کی سرخی والا نوٹ نظر سے گذرا

میں

چونکہ دفتر سکول میں کام کرتا ہوں۔ اس لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ عوام کو غلط فہمی سے بچانے کیلئے بلحاظ ابتدائے ۱۳۔۱۹۱۴ء داخل و خارج کی تعداد اور موجودہ کل تعداد طلبائے ہائی سکول شائع کر دوں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی جو کہ ماسٹر صدر دین صاحب کے بارے میں سمجھا جا رہا ہے۔ کہ خدانخواستہ آنجناب کے دارالامان قادیان ترک کرنے سے ہائی سکول بے رونق ہو جائیگا۔ بالکل غلط بلکہ مشرکانہ خیال ہے۔

میں تقریباً نو سال سے کم و بیش قادیان میں رہتا ہوں۔ دو تین سال پہلے اس سکول کا طالب علم بھی رہا ہوں۔ اس عرصہ میں میں یہی دیکھتا رہا ہوں۔ کہ سکول ہمیشہ سے ایک مسلسل ترقی پر ہے۔ جناب ماسٹر صدرالدین صاحب تو پانچ ساڑھے پانچ سال سے یہاں تشریف لائے ہیں۔ اگر سکول کی موجودہ ترقی کا ذمہ دار صرف آنجناب کو ہی ٹھہرایا جائے۔ تو سخت غلطی کا ارتکاب ہوگا۔ ماسٹر صدرالدین صاحب نے یہاں اپنی الوداعی تقریر میں بالکل صحیح فرمایا تھا جس کا مفہوم غالباً یہ تھا۔ کہ قادیان خدا کے مامور کا مقام ہے۔ اس لئے یہاں کے کاموں کو ہمیشہ انشاءاللہ ترقی ہی رہیگی۔ چاہے ذریعہ کیسا ہی معمولی سے معمولی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے سکول کو بقول ماسٹر صاحب موصوف اخلاقی اور تعلیمی طور پر نہایت ہی اعلیٰ سٹاف میسر ہوا ہے۔ اور ترقی کا انحصار اگر اسباب پر ہی رکھا جائے۔ تو اسباب بھی اعلیٰ سے اعلیٰ میسر ہے۔ پس یہ کسطرح ممکن ہو۔ کہ باوجود اعلیٰ اسباب اور سب سے بڑھ کر فضل ربانی اور تائید یزدانی شامل حال ہونے کے اور پھر حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی خاص التفات ہونے کے سکول بے رونق ہو جائے۔ بلکہ میں ناظرین کو خوشخبری دیتا ہوں۔ کہ اب کے نسبتاً لڑکے بہت تھوڑے گئے ہیں۔ اور نسبتاً بہت زیادہ لڑکے آئے ہیں۔

یہاں پر میں یہ جتا دینا بھی ضروری جانتا ہوں۔ کہ جسقدر لڑکے یہاں سے گئے ہیں۔ یا جنکے والدین نے انہیں اٹھا کے واپس منگا لیا ہے آجتک کسی نے یہ وجہ نہیں لکھی۔ کہ چونکہ ماسٹر صاحب موصوف تشریف لیجا رہے ہیں۔ اس لئے سارٹیفکیٹ بھیجدو۔ ہاں ممکن ہے۔ کہ ان چند ایک لڑکوں نے اس قسم کی وجہ ظاہر کی ہو۔ جنکے سارٹیفکیٹ ماسٹر صاحب موصوف نے خود بنا دینے کا حکم دیا تھا۔ اب میں وہ تعداد درج کرتا ہوں۔

اس وقت کل تعداد طلباء ہائی سکول ۳۴۲ ہے۔ ماہ اپریل ۱۹۱۴ء میں جو داخل ہوئے۔ ۴۳۔ مارچ و اپریل ۱۹۱۴ء میں جو چھوڑ گئے۔ ۲۷۔ ابتداء ۱۹۱۴ء میں جو چھوڑ گئے۔ ۴۵۔ بعض طلباء آئے ہوئے ہیں۔ مگر ابھی داخل نہیں ہوئے۔ سارٹیفکیٹوں کا انتظار ہے۔ والسلام

خاکسار فخرالدین احمدی ملتانی۔ کلرک ہائی سکول۔

خلیفۃ المسیح کی بیعت الوصیت کی کس عبارت کے مطابق کی؟

اب تو پیغام والے کہتے ہیں کہ الوصیت میں کسی ایک خلیفہ کا ذکر نہیں اور پھر وہ خلیفہ احمدیوں سے بیعت لینے کا مجاز نہیں۔ مگر ۱۴۔ مارچ سے پہلے ان کا یہ مذہب تھا۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ اظہار الحق کی تردید میں لکھا ہے ملاحظہ ہو پیغام نمبر ۶۴۔ صفحہ ۳۔ کالم ۳۔

اور حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت رسول کریم کا سچا نمونہ اور اسلام کا ایک برگزیدہ امام یقین کرتے ہیں۔ اور آپ کے اس فرمان کے ماتحت چاہئے۔ کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں۔ میرے نام پر میرے بعد اور لوگوں سے بیعت لیں"۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب ایدہ اللہ بنصرہ کو جو کہ جماعت میں نہایت پاک نفس انسان ہیں اور علوم دینی اور دنیوی میں فی زمانہ دنیا میں لاثانی ہیں اور تقویٰ اور طہارت میں اعلیٰ پایہ رکھتے ہیں۔ چالیس آدمیوں نے نہیں بلکہ ساری جماعت نے احمدیہ جماعت کی ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل و تائید سے اپنا امام تسلیم کیا ہے جنکی فرمانبرداری اور متابعت سب جماعت احمدیہ اپنا فرض سمجھتی ہے۔

پیغام سے بیزاری

سید عبدالغفار صاحب منگیر سے لکھتے ہیں: اخبار پیغام میں دل آزار مضمون نکلتے ہیں۔ ہم اس کو دیکھنا و خریدنا پسند نہیں کرتے۔ باوجود بند کرنے کے وہ اخبار پیغام ہمارے پاس بھیجدیتے ہیں۔ گویا دیدہ دانستہ ہماری دل آزاری کے درپے ہیں"۔

ماجد حسین صاحب تارا پور سے تحریر فرماتے ہیں۔ "پیغام صلح جو در اصل ہم احمدیوں کے لئے پیغام جنگ ہے۔ اس میں اس قسم کے مضامین نکلتے ہیں۔ جن سے دل آزاری ہوتی ہے۔ ہم اس اخبار کی صورت دیکھنا پسند نہیں کرتے"۔

اور ہر دو اصحاب درخواست کرتے ہیں۔ کہ بذریعہ "الفضل" کارکنان پیغام کو اطلاع دیں۔ کہ ان کے نام ایکدم اخبار بند کردیں اس قسم کے کئی خطوط وصول ہوئے ہیں۔ لیکن ہم اپنے دوستوں کی خدمت میں عرض پرداز ہیں۔ کہ یہ ان کا نج کا معاملہ ہے۔ براہ راست طے کریں۔ البتہ ہم انکو یہ بتا سکتے ہیں۔ کہ ایسے حالات کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح رحمۃ اللہ علیہ کا کیا طرز تھا۔ جب پیغام کے مضامین سے آپکی طبیعت میں بیزاری پیدا ہوئی۔ تو ایڈیٹر کو ایک خط لکھا اور اس کی اینڈ یتو فرمائی۔

"پیغام جنگ نمبر ملا"۔ پھر جب پہلی مرتبہ معافی لینے اور اصلاح کا اقرار کر لینے کے بعد وہی سابقہ وطیرہ اختیار کیا۔ تو آپ نے چٹھی رسان کو زبانی منع فرما دیا۔ اور اخبار پر انکاری ہے بالکل انکاری ہے۔ (نورالدین) لکھکر واپس کر دیا۔ مزید براں ایک اور جگہ تحریر فرمایا۔ ہزار ملامت پیغام پر جس نے اپنی چٹھی کو شائع کرکے ہمیں پیغام جنگ دیا۔ اور نفاق کا جھنڈا چھوڑ دیا"۔

پس جن لوگوں کے سامنے ایک امام کا دستورالعمل موجود ہے۔ ان کو بار بار استفسارات کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے۔ کہ جو شخص مذکورہ بالا تحریر کو قلمبند کرتا آیا ہے۔ اس نے کسی سماعی بات پر یقین نہیں کیا۔ بلکہ اپنی عینی شہادت کی بناپر حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریروں کا حوالہ دیا ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجا تا بکجا است

جسطرح روشنی اور تاریکی۔ دن اور رات۔ سفید و سیاہ پاک و غلیظ میں فرق اور بین فرق ہے۔ اسی طرح حق و باطل۔ صدق و کذب ایمان و انکار میں فرق ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ایسی آنکھ جسکو خداتعالیٰ نے تمیز کی طاقت سے بہرہ ور کیا ہو۔ سالم کو ناقص سے کھرے کو کھوٹے سے جدا کر لیتی ہے۔ اب ملاحظہ ہو۔ کہ ایک طرف منکران خلافت کی کوشش ہے۔ کہ سلسلہ کا مرکز قادیان کی بجائے لاہور ہو۔ اور قادیان ایک پیسہ چندہ نہ بھیجا جائے۔ بجائے اس کے لاہور بھیجا جائے۔ اور اسطرح حضرت اقدس مسیح موعود کے قائم کردہ کاروبار کو نقصان پہنچایا جائے

اور اگر ان میں سے کسی دل میں امام مغفور کے معین کردہ مرکز کی وقعت ہے۔ تو صرف اسقدر کہ روپیہ میں سے صرف دو آنہ قادیان بھیجے جائیں۔

اور اب دوسری طرف وہ مخلصین و فدایان احمد ہیں۔ جو نہ صرف مرکز سے جدا ہونا پسند کرتے ہیں نہ قادیان کے کاروبار کو ذرہ بھر کمزور دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور کمال اخلاص سے لکھتے ہیں۔

"جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہے۔ آئندہ و اخراجات کے سند ہونے تک میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنا چندہ ڈیوڑھا ادا کرتا رہوں گا" (محمد اسمٰعیل سٹیشن ماسٹر بصیر پور)

پس پاکباز ہے وہ جو اس مثال کی تقلید کرے۔ اور غلطی خوردہ ہے وہ جو قادیانی کہلا کر قادیان سے دور ہو کر مسیح موعود کے سلسلہ کو کمزور کرنے کی بے سود کوشش کرے ۔

خدا کے لئے ایک شہادت

اخویم محمد الدین صاحب زرگر پونچھ کشمیر سے لکھتے ہیں۔ "میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ قریباً چار سال کا عرصہ گذرا ہوگا۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی زبانی مسجد اقصیٰ میں جلسہ سالانہ پر خاکسار نے سنا تھا۔ کہ یہ زمانہ خلافت ابوبکر کا ہے۔ پھر عمر کا آئیگا۔ پھر عثمان کا آئیگا۔ پھر حضرت شاہ علی کا آئیگا۔ اب حضرت خواجہ صاحب کچھ نہیں بولتے۔"

ایڈیٹر! اگر خواجہ صاحب کچھ بولیں بھی تو انپر دفتر پیغام سے "عدم استقلال" کا فتویٰ لگا دینا معمولی بات ہوگی۔ اور یہ ہے کہ خواجہ صاحب نے خلافت اولیٰ کا اعلان کرتے وقت اور پھر انجمن نے الوصیت دوبارہ شائع کرتے وقت حضرت خلیفۃ المسیح رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ اول ہی تسلیم کیا تھا۔ لیکن جو لوگ کہنے کے عادی ہوں۔ "ہم نے غلطی کی"۔ "انجمن نے غلطی کی"۔ ان کو اب یہ کہدینا کیا مشکل ہے۔ "کہ غلطی کی"۔ اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو موجودہ غلطی پر بھی مطلع کردے۔ اور بہت سی غلطیوں کی بجائے صرف ایک غلطی کے ہی مرتکب رہجائیں۔

وجاہت کا اثر

مجھے اخویم احمد صاحب گھڑی ساز جہلم سے تحریر فرماتے ہیں۔ "آج مورخہ ۱۶ اپریل کو مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب جہلم تشریف لائے۔ آتے ہی لیکچر دینے کے لئے شہر میں ڈونڈی پٹوائی گئی۔ احمدیوں کو بھی مدعو کیا گیا۔ لیکن احمدی احباب تو سلسلہ کے جلسے نہ گئے۔ کیونکہ وہ پہلے سے ہی جانتے تھے۔ کہ مولوی صاحب وہی بیان کریں گے۔ جو کچھ پیغام اور اپنے ٹریکٹ میں بیان کر چکے ہیں۔ غرض مولوی صاحب نے وہی رونا رویا۔ جو پہلے رو چکے تھے۔ اور حاضرین پر ان کا کوئی اثر نہ پڑا۔ اور جو امیدیں دل میں لے کر آئے تھے۔ وہ پوری نہ ہوئیں۔ اور خدا کے فضل سے بیعت کرنے والوں پر ان کا کوئی اثر نمودار نہ ہوا۔ بلکہ انھوں نے مولوی صاحب کی تقریر سے بیزاری ظاہر کی۔ اگر مولوی صاحب کو اس بات میں شک ہو تو سامعین کی میں ایک فہرست پیش کر سکتا ہوں۔ جنہوں نے مولانا کی تقریر سنی اور بیزار ہوئے۔"

مہربانیوں کا نتیجہ

پھر صاحب موصوف اسی خط میں لکھتے ہیں۔ "سبحان اللہ مولوی محمد علی صاحب کی مہربانیوں کا نتیجہ ہے۔ کہ ان کے ایجنٹ احمدی ہو کر اتنے متعصب ہوئے۔ کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کے الہاموں کے آیات اللہ ہونے سے انکار کردیا۔"

غیر احمدی کیا سمجھتے ہیں

ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب مسئلہ تکفیر کی تشریح فرماتے ہیں۔ اور جہلم کا ایک غیر احمدی آپ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ "ڈاکٹر صاحب اگر آپ سارے شہر کے غیر احمدی جمع کریں۔ اور ان کے سامنے مرزا صاحب کا دعوےٰ پیش کریں۔ تو سارے ہی مرزا صاحب کے دعویٰ کو جھوٹا کہینگے۔"

صاحبزادہ صاحب کی عظمت پرائیں

ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کرکے کہا گیا۔ "کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح کا خیال آپ سے متفق تھا۔ تو چاہئے تھا۔ کہ حضرۃ صاحبزادہ صاحب کو جماعت سے نکال دیتے۔ یا کم از کم دوبارہ بیعت ہی لیتے۔ جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب کی دوبارہ بیعت لی تھی۔ بجائے اس کے ان کو الٹا نماز کا پیش امام بنادیا۔ آپ اس وقت کیوں نہ بولے "حضور یہ شخص امامت کے لائق نہیں" پھر چاہئے تھا۔ کہ خدا حضرت مسیح موعود کو یہ کہتا کہ میں تجھے ایک دردناک خبر دیتا ہوں۔ اور وہ خبر دینے میں میں مجبور ہوں کیونکہ میں کرچکا ہوں۔ اور وہ یہ کہ تیرے ایک بیٹا ہوگا۔ جو تیری ساری محنت کی ہوئی برباد کردیگا۔ بجائے اس کے خلافت بیٹے کی بشارت دیدی۔ کیا خدا بھول گیا تھا۔"

مولوی محمد علی صاحب کا حکم

معلوم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب اپنے ایجنٹ بابو امام الدین اور بابو محمد عیسیٰ کو حکم کر گئے ہیں۔ کہ جو بھائی ہمارے ساتھ ہیں۔ وہ قادیان چندہ نہ دیویں۔ وہ اپنا چندہ لاہور دیویں۔ اس لئے بابو امام الدین صاحب نے جمعہ میں اعلان کردیا۔ کہ جن لوگوں نے بیعت نہیں کی۔ وہ چندہ قادیان نہ دیویں۔ بلکہ لاہوری انجمن کو دیویں۔ اور بابو محمد عیسیٰ صاحب کے پاس جمع کرادیں"۔

منتخب شدہ امین

اس کے بعد نامہ نگار موصوف نے منتخب شدہ امین کی نسبت اعتراض کرتے ہیں۔ کہ انھوں نے پہلے تین برس انجمن احمدیہ جہلم کے چندہ کا حساب رکھا۔ لیکن نہ کوئی حساب کی کتاب دکھائی۔ اور نہ صدر انجمن کی رسید۔

مولوی محمد علی صاحب سے خطاب

میں مولوی محمد علی صاحب سے بھی بڑے ادب سے عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے ایجنٹوں کو ایسا چندہ لینے سے روک دیویں۔ اور انکو کہدیویں۔ کہ چندہ بدستور قادیان ہی دیویں۔ ورنہ یاد رکھیں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کاموں میں روک ہوجاویں گے۔ جسکا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا مولوی صاحب حضرت مسیح موعود کا لنگرخانہ قادیان ہے یا لاہور مدرسہ قادیان ہے یا لاہور۔ پھر حضرت صاحب نے احمدی سلسلہ کا مرکز قادیان ٹھہرایا ہے یا لاہور۔ مولوی صاحب آپ کچھ جانتے ہیں۔ میں آپ کو کیا سمجھاؤں۔ جو شخص مرکز کو چھوڑتا ہے وہ کبھی ٹکنا نہیں پاتا"۔

نقل خط مستری تاج دین صاحب

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نہایت افسوس سے اس بات کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ میرا نام ایڈیٹر پیغام صلح نے بغیر میری صلاح اور مشورہ کے ان لوگوں کے ناموں کی فہرست میں درج کردیا ہے جنہوں نے کہ مولوی محمد علی صاحب کو اسبات کا مجاز ٹھہرایا ہے۔ کہ وہ سلسلہ میں نئے داخل ہونیوالے لوگوں سے بیعت لیں۔ میں حیران ہوں۔ کہ میں اس کمیٹی میں جس میں کہ یہ انتخاب ہوا۔ ہرگز موجود نہ تھا۔ اور نہ مجھے اس کی کچھ خبر تھی۔ پھر نہ معلوم کہ کس نے میرا نام بغیر میری اجازت کے لکھدیا۔ میں تو صوابی ڈویژن ضلع پشاور میں رہتا ہوں۔ اور اسی جگہ پر میں نے ان تمام اختلافات کا حال سنا۔ میں نے فوراً بیعت کرلی۔ اور اب قادیان میں آکر خود حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔ الحمدللہ۔ میں اب ایڈیٹر پیغام کو متنبہ کرتا ہوں۔ کہ وہ میرا نام ہرگز ایسے اشخاص کی فہرست میں نہ لکھے۔ دستخط تاج دین بنگلا ... ضلع پشاور

عصر جدید کا احیاء

جو خواجہ غلام الثقلین صاحب بی۔ اے۔ کی ایڈیٹری میں ماہوار شائع ہوتا تھا۔ اب انکی نگرانی میں اسکا پہلا نمبر انشاء اللہ یکم مئی کو شائع ہو جائیگا۔ فی الحال ۲۴×۲۰ کے ۴۸ صفحے رہینگے۔ کاغذ لکھائی چھپائی ولایتی رسالوں کیطرح اعلیٰ درجہ کی ہوگی۔ قیمت پیشگی مع محصول